REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹ ۔ تار کا پتہ ۔ ڈیلی الفضل ربوہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
خطبہ نمبر ۵ "

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ
عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
الفضل
ربوہ

یوم سہ شنبہ
فی پرچہ ایک آنہ تا پائی (سابقہ) ۱۰ نئے پیسے
۵ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ

جلد ۵۰/۱۵ ۔ ۱۷ ۔ تبوک ۱۳۴۰ ہش ۔ ۱۷ ۔ اکتوبر ۱۹۶۱ء ۔ نمبر ۲۴۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۱۶ اکتوبر بوقت ۸½ بجے صبح

کل بعد دوپہر تک حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ اس کے بعد کچھ بے چینی کی تکلیف ہو گئی جو شام تک رہی۔ رات نیند آ گئی۔ اس وقت طبیعت بہتر ہے۔

احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

کراچی لاہور اور ڈھاکہ میں عنقریب تعلیمی ٹیلی ویژن سٹیشن قائم کر دیئے جائیں گے

ماہرین اپنی رپورٹ پیش کر چکے ہیں ۔ وزیر تعلیم کا بیان

کراچی ۱۶ اکتوبر ۔ وزیر تعلیم مسٹر اختر حسین نے بتایا کہ عنقریب ملک میں تعلیمی ٹیلی ویژن کا ایک جال بچھا دیا جائے گا۔ آپ نے کہا شروع میں کراچی ۔ لاہور ۔ اور ڈھاکہ میں ٹیلی ویژن سٹیشن قائم کئے جائیں گے۔ بعد ازاں راولپنڈی ۔ چٹاگانگ اور دوسرے شہروں میں ٹیلی ویژن سٹیشن قائم کرنے کے امکانات کا جائزہ لیا جائے گا۔ مسٹر اختر حسین نے بتایا کہ حکومت نے منصوبہ تیار کرنے کے لئے اقوام متحدہ کے تعلیمی سائنسی اور ثقافتی ماہرین کی خدمات حاصل کی ہیں۔ یہ ماہرین اپنی رپورٹ پیش کر چکے ہیں۔ ادارہ بین الاقوامی تعاون اب اس سکیم کا جائزہ لے رہا ہے کیونکہ اس منصوبہ پر عمل درآمد کے سلسلہ میں اس ادارے سے مالی امداد طلب کی گئی ہے۔ مسٹر اختر حسین نے مزید بتایا کہ اگر ضرورت پڑی تو پاکستان ٹیلی ویژن سٹیشن قائم کرنے کے لئے جاپان ۔ جرمنی ۔ اور دیگر ممالک سے بھی امداد حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ قومی تعلیمی کمیشن نے تعلیمی مقاصد کے لئے ملک میں ٹیلی ویژن قائم کرنے کی سفارش کی تھی۔

پروفیسر تاج محمد خیال سپرد خاک کر دیئے گئے

لاہور ۱۶ اکتوبر ۔ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر تاج محمد خیال کل قبرستان میانی میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔ آپ پرسوں راولپنڈی میں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے راہی ملک عدم ہو گئے تھے۔ مرحوم کی یاد میں آج لاہور اور راولپنڈی میں تمام ادارے بند رہیں گے۔

نماز جنازہ میں بے شمار سوگواروں ۔ احباب اور ماہرین تعلیم نے شرکت کی۔ ان میں یہ اصحاب بھی شامل تھے ۔ وزیر خارجہ مسٹر منظور قادر ۔ سپریم کورٹ کے جج مسٹر جسٹس ایس ۔ اے رحمٰن ۔ مرکزی وزارت تعلیم کے سکرٹری مسٹر ایس ایم ۔ شریف ۔ صوبائی محکمہ تعلیم کے سکرٹری پروفیسر سراج الدین۔

جاپان پاکستان کو دو کروڑ ڈالر قرضہ دیگا

ٹوکیو ۱۶ اکتوبر ۔ وزارت خارجہ کے ذرائع نے کل بتایا کہ پاکستان کے لئے دو کروڑ ڈالر کے جاپانی قرضہ کے بارے میں مذاکرات ماہ رواں کے آخر میں شروع ہوں گے۔ قرضہ کے متعلق جاپان کی تجاویز پاکستان کو پیش کر دی گئی ہیں اگرچہ تفصیلی اعداد و شمار معلوم نہیں ہو سکے۔ لیکن سود کی شرح واپسی کی مدت خریدی جا سکنے والی اشیاء اور طریق کار بھارت اور جاپان میں ہوئے معاہدہ کے مطابق ہی ہوگا۔ بھارت کو جاپانی قرضہ کی واپسی ۱۵ سال میں کرنی ہوگی ۔ چھ فیصد شرح سود پر مزید پانچ سال کی رعایت ہوگی۔

محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی علالت

ربوہ ۱۶ اکتوبر ۔ لاہور سے بذریعہ فون اطلاع موصول ہوئی ہے کہ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس تا حال ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ زخم ابھی پوری طرح مندمل نہیں ہوا۔ اور کمزوری بھی ابھی باقی ہے۔ احباب محترم شمس صاحب کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

مصنوعی سیاروں کو مار گرانے والا راکٹ

بون ۱۶ اکتوبر ۔ مغربی جرمنی کے ایک فوجی اخبار نے لکھا ہے کہ امریکہ ایک ایسا راکٹ تیار کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ جو ایٹمی اسلحہ سے مسلح دشمن کے مصنوعی سیاروں کو تباہ کر سکے امریکہ نے یہ منصوبہ خلائی میدان میں روس کی حالیہ کامیابیوں کے بعد شروع کیا ہے۔ اس اخبار کا خیال ہے کہ روس ایٹمی راکٹوں سے مسلح مصنوعی سیارے تیار نہیں کر رہا ہے۔ امریکہ جو راکٹ تیار کر رہا ہے۔ وہ مصنوعی سیارہ کا تعاقب کرے گا اور اگر آلات کے ذریعہ اسے یہ معلوم ہو کہ مصنوعی سیارے میں ایٹمی اسلحہ ہے تو وہ امریکہ کی ایک فوجی کمان کو پیغام بھیجے گا پیغام ملنے کے بعد فوجی کمان راکٹ کو ایک سگنل بھیجے گی جس کے بعد راکٹ دشمن کے مصنوعی سیارے کو تباہ کرنے کے لئے اپنے اندر نصب اسلحہ استعمال کرے گا

تعلیم الاسلام کالج یونین کی رسم افتتاح

ربوہ ۱۵ اکتوبر ۔ کل یہاں سوا بارہ بجے دوپہر تعلیم الاسلام کالج یونین کی نئی کابینہ کی رسم افتتاح عمل میں لائی گئی۔ یہ تقریب کالج کے ہال میں سرانجام پائی۔ جب نئی کابینہ کے ارکان محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل کی معیت میں ہال میں داخل ہوئے تو تمام حاضرین احتراماً کھڑے ہو گئے حاضرین اس وقت تک کھڑے رہے جب تک کہ تمام اراکین اپنی اپنی نشستوں پر نہ بیٹھ گئے کالج یونین کے پریذیڈنٹ انچارج پروفیسر ڈاکٹر سلطان محمود صاحب شاہد کرسی صدارت پر تشریف لائے۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو کہ برکت اللہ طاہر نے کی۔ ازاں بعد صدر محترم نے چند ابتدائی کلمات کے

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

پروفیسر تاج محمد صاحب خیال کی ناگہانی وفات پر

تعلیم الاسلام کالج کے طلباء اور اساتذہ کی تعزیتی قرارداد

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے طلباء اور اساتذہ پروفیسر تاج محمد صاحب خیال وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کی ناگہانی وفات پر دلی اظہار افسوس کرتے ہیں۔ آپ پاکستان کے چوٹی کے تعلیمی ماہرین میں سے تھے۔ آپ کی وفات سے ہمارے ملک کو عظیم نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ ہم آپ کے پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس صدمہ عظیم کے برداشت کی قوت عطا فرمائے آمین

ظفر احمد سکرٹری سٹاف کونسل

ایڈیٹر ۔ روشن دین تنویر بی ۔ اے ۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۱ء

فرقہ بندی کا علاج

ذیل میں ہم ایک دینی کہلانے والے ہفت روزہ سے ایک ادارتی نوٹ بجنسہٖ درج کرتے ہیں:۔

"پچھلے دنوں لاہور میں جو مذاکرات ہوتے رہے ہیں ان میں دوسرے اہم مسائل کے علاوہ ایک یہ مسئلہ بھی زیر غور آیا۔ کہ وحدت ملت جو پاکستان کے استحکام کی بنیادی شرط ہے کس طرح رو بہ نما کی جا سکتی ہے۔ اس وحدت ملت کو جو چیزیں نقصان پہنچا رہی ہیں یا پہنچا سکتی ہیں ان میں سے زبان کا تعصب۔ صوبائی عصبیت اور فرقہ بندی کو سب سے نمایاں مقام دیا گیا۔ ان سب کا علاج حب وطن اور اسلامی نظریئے کو قرار دیا گیا جو پاکستان کے قیام کی بنیاد ہے اور جو مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کو ایک دوسرے سے دو ہزار میل کی مسافت پر واقع ہونے کے باوجود ایک جسم کے دو اعضاء بنا رہا ہے۔ لیکن اس کے بعد بھی جو شے مسلمانوں کو باہم دست و گریبان رکھتی ہے وہ فرقہ بندی ہے — بریلوی دیوبندی، حنفی، وہابی، شیعہ، سُنی کی افتراق انگیز بحث —۔ اس سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ جو بات کہی گئی وہ ایک طرح کی اپیل تھی رواداری اور وسعت ظرف کے استعمال کی۔ لیکن ظاہر ہے کہ رواداری اور وسعت ظرف کی اپیل بھی اس وقت تک بے اثر رہتی ہے۔ جب تک ذہنوں میں بنیادی طور پر سکون و اطمینان کی کیفیت پیدا نہ ہو۔ اگر ایک شخص ایمانداری کے ساتھ دوسرے کو اس کے مسلمان ہونے کے باوجود "کافر" سمجھتا ہے۔ تو اس کے بعد یہ توقع کرنا کیونکر معقول ہے کہ مسلمان کافر کو محبت اور ہمدردی کی نگاہ سے دیکھے گا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ امت مسلمہ کو دینی نقطۂ نگاہ سے جس قدر اس "تکفیر مسلمین" نے نقصان پہونچایا ہے اس قدر کسی چیز نے نقصان نہیں پہنچایا "تکفیر مسلمین" کا اصولی اعتقاد سب سے پہلے خوارج نے اختیار کیا۔ اور پھر جس شخص کو انہوں نے کافر قرار دیا اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مسلمانوں کی اس ذہنی افتاد سے غیر مسلم قوموں نے بھی پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ ہمیں یاد ہے کہ جب ترکی خلافت نے برطانیہ کے خلاف اعلان جنگ کیا تو برطانیہ کی مسلمان فوجوں سے یہ قطعی اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف لڑنے سے انکار کر دیں گی۔ اس اندیشے کو ختم کرنے کے لئے برطانوی حکومت نے ہندوستان کے سرکاری مولویوں، پیروں اور سجادہ نشینوں سے ترکوں کے کفر کا فتوے حاصل کیا۔ اس پر حجاز کے علماء سے بھی دستخط کرائے۔ اور اسے اشاعت عام کا جامہ پہنایا۔ چنانچہ اس کے بعد ہندوستان کے ان مسلمان کہلانے والوں کے لئے جو ترکوں کو کافر سمجھتے تھے یہ بات بالکل آسان ہو گئی کہ وہ برطانوی رائفلیں کندھوں پر رکھ کر عراق اور فلسطین اور حجاز جائیں اور وہاں مسلمان ترکوں پر راحت ضمیر کے ساتھ گولی چلا دیں۔"

ان سطور کا مقصود یہ عرض کرنا ہے کہ اگر وحدت ملت کو حقیقی شکل دینا مقصود ہے اور پاکستان کو فرقہ بندی کے مضرات سے بچانا مطلوب۔ تو "تکفیر مسلمین" کی جڑ کاٹنے کا اہتمام ہونا چاہیئے۔"

غالب کا ایک شعر ہے ؎

ضد کی ہے اور بات مگر خُو بری نہیں
بھولے سے اس نے سینکڑوں وعدے وفا کئے

آج یہ ہفت روزہ اس شدومد سے فرقہ بندی کی موجودگی اور اس کے انسداد کی تدابیر پیش کرتا ہے مگر جب اس ہفت روزہ کے کرتا دھرتا کے سامنے یہ سوال رکھا جائے کہ دیکھئے مسلمانوں میں فرقہ بندی ہے۔ اور "تکفیر مسلمین" کا شغل زوروں پر ہے۔ ایک فرقہ تمام دوسرے مسلمانوں کو کافر، مرتد اور واجب القتل قرار دیتا ہے۔ تو یہ صاحب پھٹے پر ہاتھ نہیں رکھنے دیتے اور کہتے ہیں یہ اختلافات بھی کوئی اختلافات ہیں خیر اس بات کو جانے دیجئے تاہم اس اداریہ سے بہت سی ایسی باتوں پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ جن کو خود ان لوگوں نے اسلام کا ضروری ذریعہ سمجھ رکھا ہے۔ چنانچہ ان مسائل میں سے ایک "قتل مرتد" کا مسئلہ ہے اور دوسرا اجارہ جاتی حبل اللہ کا۔ مندرجہ بالا اداریہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسائل اسلام سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ بلکہ بعض خاص لوگوں نے اپنی طرف سے ایجاد کر لئے ہیں۔ جیسا کہ تسلیم کیا گیا ہے کہ "تکفیر مسلمین" کا اصولی اعتقاد سب سے پہلے خوارج نے اختیار کیا۔ اور پھر جس شخص کو انہوں نے کافر قرار دیا۔ اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔"

آج ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مشہور فرقے شیعہ سنّی۔ بریلوی۔ دیوبندی۔ مقلد غیر مقلد اور وہ فرقہ جو اپنے کو ہی واحد اسلامی فرقہ قرار دیتا ہے۔ اسی اصول پر کاربند ہے۔ آپ ان فتاویٰ کو دیکھئے جو آج تک ان فرقوں نے ایک دوسرے پر لگائے ہیں۔ ان کا ماحصل یہی ہوتا ہے کہ فلاں لوگ کافر مرتد اور واجب القتل ہیں۔ وہ کونسا مصلح ہے جس پر فتوے انہیں لگایا گیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کم از کم برصغیر ہند میں ان لوگوں کے ہاتھ بندھے گئے ہیں۔ ورنہ آپ دیکھتے کہ ہزاروں علماء اور ان کے پیرو خاک و خون میں تڑپتے ہوئے نظر آتے۔ دیوبندی کیا اور بریلوی کیا۔ وہ کونسا لیڈر ہے جس کو ان فتوے بازوں نے واجب القتل نہیں ٹھہرایا۔

آج یہ معاصر "تکفیر مسلمین" سے نالاں نظر آتا ہے۔ مگر اگر یہ اپنے گریبان میں مونہہ ڈال کر دیکھے کہ کیا آپ اور آپ کے ساتھی تکفیر مسلمین سے مبرا ہیں۔ ایک ہزار مسلمانوں میں سے ۹۹۹ مسلمان ان کے نزدیک "عملاً" کافر ہیں۔ پھر یہی لوگ ہیں جنہوں نے ایک مسلمان کلمہ گو جماعت کو محض تاویلی بنیاد پر غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کے لئے اسی ملک میں فساد فی الارض میں پورا پورا حصہ لیا۔ فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ ان کے کارناموں کی داستان ہمیشہ تک زندہ رکھے گی ہم ان تلخ باتوں کا یہاں اعادہ نہیں کرنا چاہتے۔ صرف اس قدر ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ خوارج کے جس اصول کی یہ معاصر اپنے اس اداریہ میں مذمت کر رہا ہے۔ خود سو فیصدی اس اصول کا پابند ہے لیکن یہ قدرت کا کھیل ہے۔ کہ آج اس کے منہ سے بھی سچی بات نکل ہی گئی ہے۔ اور ان بُرے نتائج پر اس کی نظر بھی جا پڑی ہے جو خوارج کے اصول پر عمل کرنے سے مسلمانوں میں پیدا ہوتے رہے ہیں بہرحال ہم ایک بات اور بھی کہنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ خوارج ہی وہ فرقہ ہے۔ جس نے سب سے پہلے "خلافت" کا انکار کیا تھا۔ ان لوگوں نے خلافت سے تعلق توڑ کر اپنے ذاتی خیالات کی پیروی کی۔ اور الٰہی سلسلہ کا انکار کر کے ایسے ایسے مسائل اسلام میں داخل کر دیئے جو اسلامی روح کے سراسر منافی ہیں۔

وہ دین جس نے سورج ایسے چمکتے الفاظ میں یہ اصول دنیا کو دیا تھا کہ

لا اکراہ فی الدین

اس دین کو ان لوگوں نے بازیگاہ سیاست بنا دیا۔ دراصل یہی فرقہ ہے جس نے "سیاست" کو دین کا واحد اصول بنانے کی کوشش کی اور ان الحکم الا للہ کی "سیاسی" تشریح کر کے مسلمانوں میں سیاسی پارٹیوں کی بنیاد استوار کی۔ اور کم از کم دو خلفائے راشدین کی شہادت کا باعث بنے۔ انہی کی سیاست نے حضرت امام حسنؓ کو زہر دلوایا۔ اور حضرت امام حسینؓ کو کربلا میں عزیزوں کے ساتھ خاک و خون میں لتھڑوایا۔

یہی خوارج ہیں دراصل جنہوں نے الٰہی پروگرام مجددین کی پیروی سے عوام الناس کو روکا۔ اور بھانت بھانت کے نظریات دین میں داخل ہونے کی راہ کھولی۔ اور جنہوں نے خود ساختہ مصلحین کی پود کا آغاز کیا۔ وہ دن ہے اور آج کا دن کہ مجددین اگر ایک حلقہ میں دین اسلام کو زندہ نہ رکھتے۔ تو اسلام کب کا عملاً دنیا سے رخصت ہو چکا ہوتا۔

معاصر چاہتا ہے کہ "تکفیر مسلمین" کی جڑ کاٹ دی جائے تاکہ پاکستان فرقہ بندی کی مضرات سے بچ جائے۔ یہ بڑی اچھی خواہش ہے۔ مگر خواہش سے کچھ نہیں ہوتا جب تک کہ عملی تجاویز نہ سوچی جائیں۔ اور ان تجاویز پر عمل درآمد نہ ہو۔ ایسے خیالات ظاہر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں اس کا پہلا قدم اور آخری قدم وہی ہے۔ جس کو معاصر نے یونہی ٹال دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ رواداری کی روح اور "وسعت ظرف" کی فضا

(باقی دیکھیں ص۸ پر)

مولوی عبدالمنان صاحب عمر کی طرف سے اظہار برّیت

— از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی —

مجھے مولوی عبدالمنان صاحب عمر کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ جو مضمون "سبط نور" کے نام سے پیغام صلح میں چھپا ہے۔ اس سے ان کا یا ان کے بھائی کا یا کسی عزیز کا تعلق نہیں ہے اور نہ یہ مضمون ان کے ایما سے لکھا گیا ہے۔ سو الحمد للہ کہ کم از کم اس ناپاک سلسلہ مضامین سے حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کی اولاد نے برّیت کا اظہار کیا ہے۔

خاکسار:۔ مرزا بشیر احمد ربوہ ۱۴/۱۰/۶۱

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خدام الاحمدیہ سے

ایمان افروز خطاب

کوشش کرو کہ دینی لحاظ سے تمہاری اگلی نسل پچھلی نسل سے زیادہ بہتر ہو

قومیں اپنے تنزل کے وقت بھی اچھا کام کر لیتی ہیں لیکن ترقی کے وقت تو ان سے بہت اچھے کام کی امید ہوتی ہے

(فرمودہ ۱۸/ جولائی ۱۹۵۰ء بمقام کوئٹہ)

(قسط نمبر ۲)

اس کے بعد میں خدام الاحمدیہ کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہر چیز کے لئے

ایک خاص زمانہ اور ایک خاص وقت

ہوتا ہے کوئی وقت جہاد کا ہوتا ہے کوئی وقت روزہ کا ہوتا ہے اور کوئی وقت نماز کا ہوتا ہے اور عقلمند وہی ہوتا ہے جو جہاد کے وقت جہاد کرے۔ نماز کے وقت نماز پڑھے اور روزہ کے وقت روزہ رکھے۔ یہ نہیں کہ وہ باقی چیزوں کو چھوڑ دے۔ لیکن اس خاص وقت میں اسی چیز پر زور دے جس کے لئے وہ وقت مخصوص ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے بعض گناہوں کو کبیرہ قرار دیا ہے اور بعض کو صغیرہ

صوفیاء کرام نے لکھا ہے

کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس گناہ میں کوئی انسان مبتلاء ہو وہی اس کے لئے کبیرہ گناہ ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ فلاں گناہ کبیرہ ہے اور فلاں صغیرہ۔ یہ خلاف عقل بات ہے۔ ایک نامرد کے لئے بدنظری کبیرہ گناہ نہیں ہوگا۔ اگر وہ کہتا ہے کہ میں بدنظری نہیں کرتا اس لئے کبیرہ گناہ کا مرتکب نہیں ہوں تو ہم اسے کہیں گے کہ تجھ میں اس کی طاقت ہی نہیں پائی جاتی۔ اس لئے یہ گناہ تمہارے نقطۂ نگاہ سے کبیرہ گناہ نہیں۔ تمہارے لئے کبیرہ گناہ وہ ہوگا جس کی حرص اور لالچ تمہارے اندر پائی جائے غرض جتنا جتنا خطرہ کسی گناہ کا کسی شخص کیلئے ہوگا۔ اتنا اتنا ہی وہ اس کے لئے کبیرہ ہوتا جائے گا۔ اور جتنا جتنا خطرہ کم ہوگا۔ اتنا ہی وہ اس کے لئے صغیرہ ہوتا جائے گا گویا ایک شخص کے لئے ایک گناہ کبیرہ ہوگا۔ اور دوسرے شخص کے لئے

وہی گناہ صغیرہ ہوگا

مثلاً ایک ایسا آدمی جو غریب ہے اس کے پاس کو کھانے کو کچھ نہیں ملتا۔ ان میں قناعت نہیں پائی جاتی۔ اس کے لئے چوری کا زیادہ امکان ہے۔ لیکن اگر وہ چوری نہیں کرتا تو وہ ایک کبیرہ گناہ سے گریز کرتا ہے اور اگر اس کے لئے جھوٹ کا موقع نہیں لیکن وہ اس سے بچتا ہے تو وہ ایک صغیرہ گناہ سے بچتا ہے۔ کیونکہ اس کے لئے چوری کے موجبات زیادہ تھے۔ اور جھوٹ کے موجبات کم تھے لیکن ایک اور شخص ہوتا ہے جس کے سامنے جھوٹی شہادت کا سوال ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی پٹواری ہوتا ہے یا کوئی عرضی نویس ہوتا ہے اس کے لئے جھوٹ بولنے کے بہت مواقع ہوتے ہیں سینکڑوں آدمیوں سے اس کا کام ہوتا ہے مختلف مقامات میں اسے بلایا جاتا ہے۔ اور اس کے لئے ہزاروں ایسے مواقع پیدا ہو جاتے ہیں جہاں اس کے لئے

جھوٹ بولنے کا احتمال

ہوتا ہے اگر ایسی نوکری والا جھوٹ سے بچتا ہے تو وہ کبیرہ گناہ سے بچتا ہے لیکن اگر وہ کہے کہ میں نے چوری نہیں کی تو ہم کہیں گے کہ تمہارے لئے چوری کرنے کا کوئی موقع ہی نہیں تھا۔ چالیس پچاس روپے تمہیں گورنمنٹ دیدیتی ہے۔ چارہ ترکاریاں وغیرہ لوگ دیدیتے ہیں۔ تمہاری عقل ماری گئی تھی کہ تم چوری کرتے پھر تمہارے لئے چوری گناہ صغیرہ ہے اور جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے پس اگر تم جھوٹ بول دیتے ہو تو خواہ تم ڈاکہ زنی نہیں کرتے چوری نہیں کرتے تو پھر بھی تم کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہو اسی طرح اس زمانہ میں جبکہ تم ایک مامور من اللہ کی جماعت میں شامل ہو گئے ہو۔ تمہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ماموروں کی جماعتوں پر ابتلاء بھی آتے ہیں اس لئے انہیں ان

ابتلاؤں کا مقابلہ کرنے کیلئے

ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ جیسے افغانستان میں ہمارے پانچ آدمیوں پر ابتلاء آیا اور انہوں نے اپنی جانیں پیش کر دیں۔ امیر عبدالرحمان کے زمانہ میں عبدالرحمان خان صاحب پر ابتلاء آیا۔ اور وہ اپنی بات پر ڈٹے رہے۔ امیر حبیب اللہ خان کے زمانہ میں صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب پر ابتلاء آیا اور وہ اپنی بات پر ڈٹے رہے۔ امیر امان اللہ خان کے زمانہ میں نعمت اللہ خان صاحب اور ان کے دو ساتھیوں پر ابتلاء آیا اور وہ تینوں اپنی بات پر ڈٹے رہے۔ مگر یہاں پانچ کا سوال نہیں بلکہ اصل دیکھنے والی بات یہ ہے کہ پانچ آدمیوں پر ابتلاء آیا اور پانچ میں سے پانچ ہی اس مقابلہ میں ڈٹے رہے۔ اور اگر پانچ کے پانچ ڈٹے رہے ہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر وہاں سو آدمی بھی ہوتا تو وہ سو کا سو ڈٹا رہتا۔ اگر ہزار آدمی ہوتا تو ہزار بھی ڈٹا رہتا۔ کیونکہ جتنی مثالیں ہمارے سامنے ہیں ان میں

ایک بھی ایسی مثال نہیں

کہ کسی کو ایسا ابتلاء پیش آیا ہو جس میں اس کی جان کا خطرہ ہو اور وہ اپنی بات پر ڈٹا نہ رہا ہو۔ تمہیں بھی یہ چیز اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے۔ جب بھی کوئی سچائی دنیا میں آتی ہے اس کے ماننے والوں کو قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ امیر خسرو کا ایک شعر ہے کہ ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

یعنی لوگ تو ایک دفعہ مرتے ہیں مگر جو اپنی مرضی خدا تعالیٰ کی رضا پر چھوڑ دیتے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حقیقی نفع رساں صرف خدا کی ذات ہے

"دنیا میں لوگ حکام یا دوسرے لوگوں سے کسی قسم کا نفع اٹھانے کی ایک خیالی امید پر ان کو خوش کرنے کے واسطے کس کس قسم کی خوشامد کرتے ہیں یہاں تک کہ ادنیٰ ادنیٰ درجہ کے اردلیوں اور خدمتگاروں تک کو خوش کرنا پڑتا ہے حالانکہ اگر وہ حاکم راضی اور خوش بھی ہو جاوے تو اس سے صرف چند روز تک یا کسی موقع مخصوص پر نفع پہنچنے کی امید ہو سکتی ہے اس خیالی امید پر انسان ان کے خدمتگاروں کی ایسی خوشامدیں کرتا ہے کہ میں تو ایسی خوشامدوں کے تصور سے بھی کانپ اٹھتا ہوں اور میرا دل ایک رنج سے بھر جاتا ہے کہ نادان انسان اپنے جیسے انسان کی ایک وہمی اور خیالی امید پر اس قدر خوشامد کرتا ہے مگر اس معطی حقیقی کی جس نے بدوں کسی معاوضہ کے اور التجا کے اس پر بے انتہا فضل کئے ہیں۔ ذرا بھی پرواہ نہیں کرتا۔ حالانکہ اگر وہ انسان اس کو نفع پہنچانا بھی چاہے تو کیا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی نفع خدا تعالیٰ کے بدوں پہنچ ہی نہیں سکتا۔ ممکن ہے کہ اس سے پیشتر کہ وہ نفع اٹھائے نفع پہنچانے والا یا خود یہ اس دنیا سے اٹھ جائے یا کسی ایسی خطرناک مرض میں مبتلاء ہو جائے کہ کوئی حظ اور فائدہ ذاتی اس سے اٹھا نہ سکے غرض اصل بات یہی ہے کہ جبتک اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم انسان کے شامل حال نہ ہو انسان کسی سے کوئی فائدہ اٹھا ہی نہیں سکتا۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۸۹)

میں پہچان رونما ہوتا ہے کیونکہ
ہمارا موقف یہ نہیں۔

خدا تعالیٰ کی آواز

سنتا ہے گی اور وہ اس پر لبیک کہتے رہیں گے
لیکن اگر تم بھی خدا تعالیٰ کا سچا بندہ بننا
چاہتے ہو تو تم اس بات کے لئے اپنے آپ کو
تیار کرو بلکہ ایسے موقع پر خوشی کی ایک لہر
تمہارے چہروں پر دوڑ جائے اور تم ہر مصیبت
کو انعام سمجھ کر قبول کرو۔ تم تو ایک سچائی کے
ماننے والے ہو۔ لیکن بعض دفعہ لوگ اپنے
جھوٹے عشق کے لئے بھی یہ نمونہ پیش کر دیتے
ہیں۔

صلاح الدین ایوبی کے زمانہ میں

قرامطہ فرقہ نے بہت طاقت حاصل کر لی تھی
اس وقت فرانس کا بادشاہ فلپ نامی تھا۔
اور انگلینڈ کا رچرڈ۔ رچرڈ نے صلاح الدین
ایوبی سے سمجھوتہ کرنا چاہا۔ اس پر فلپ نے
خیال کیا کہ اگر رچرڈ نے صلاح الدین ایوبی
سے صلح کر لی اور کوئی سمجھوتہ طے پا گیا تو میں
اکیلا رہ جاؤں گا۔ اس لئے اس نے جھٹ
قرامطہ کے ساتھ گٹھ جوڑ کر دیا اور یہ تجویز
ہوئی کہ دونوں مل کر مقابلہ کریں گے۔
قرامطہ کے امام اور فلپ کے درمیان
ملاقات کا وقت مقرر ہوا اور یہ ملاقات
پہاڑی پر ایک قلعہ میں طے پائی۔

قرامطیوں کا امام وہاں آیا

اور فلپ بھی چوری چھپے وہاں گیا۔ فلپ نے
قرامطہ کے امام سے کہا کہ ہر بادشاہ جب
دوسرے کے پاس کوئی معاہدہ طے کرنے
جاتا ہے تو دوسرے سے کہتا ہے کہ آیا اس
کے پاس ایسی کوئی چیز بھی موجود ہے جسے
وہ پیش کر سکتا ہے۔ تم جانتے ہو میں تو ایک
ملک کا بادشاہ ہوں۔ اب تم بتاؤ کہ تمہارے
پاس مجھے دینے کے لئے کیا کچھ ہے۔ جس
مکان میں ملاقات ہو رہی تھی وہ ایک چھ منزلہ
مکان تھا۔ جس کی ہر منزل کے سامنے چھجے تھے
اور ہر چھجے کے کناروں پر کھڑکیاں تھیں۔ ہر
کھڑکی کے سامنے ایک ایک سپاہی کھڑا تھا۔
قرامطہ کے امام نے کہا اچھا میں بتاؤں کہ
میرے پاس تمہیں دینے کو کیا کچھ ہے۔
اس نے سر ہلایا۔ اس کے سر ہلانے کی دیر تھی
کہ نچلی منزل کے تین آدمیوں نے یکدم نیچے
چھلانگ لگا دی اور وہ چور چور ہو گئے۔
پھر قرامطہ کے امام نے کہا فلپ شاید تم یہ خیال
کرو کہ انہیں اپنے انجام کا پتہ نہیں تھا
شاید تمہیں خیال ہو کہ وہ مریں گے نہیں اس لئے اب
میں تمہیں

پھر وہی نظارہ دکھاتا ہوں

اس نے پھر اپنا سر ہلایا۔ اور اس کے سر ہلانے
پر دوسری منزل کے تین آدمیوں نے بھی یکدم
چھلانگیں لگا دیں۔ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے
فلپ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور وہ اتنا متاثر
ہوا کہ اس نے اپنی بات کسی اور وقت پر
ملتوی کر دی اور وہاں سے چلا گیا۔ اب دیکھو
ان کے اندر نور نہیں تھا ایک جھوٹا عشق تھا
مگر پھر بھی انہوں نے موت کی پروا نہ کی۔
ولیم میور لکھتا ہے کہ جنگ احزاب کے موقع پر کفار
سات آٹھ ہزار کی تعداد میں تھے اور مسلمان صرف
۱۵۰۰ تھے۔ میرے نزدیک دشمن کی تعداد
پندرہ ہزار تھی اور مسلمان سات سو
تھے اور تاریخ بھی اس کی تصدیق کرتی ہے
گویا دشمن بیس گنے سے بھی زیادہ تھا۔ لیکن
اگر میور کی تعداد کو بھی مدنظر رکھ دیا جائے
تب بھی کفار مسلمانوں سے چار پانچ گنا زیادہ
تھے۔ میور لکھتا ہے کہ کفار مسلمانوں پر دن
رات حملے کرتے تھے اور حملے باری کا بدل بدل کر
کرتے تھے۔ تا کہ مسلمان تھک جائیں ان کا
ایک گروہ تھک جاتا تھا تو دوسرا آ جاتا تھا
لیکن مسلمانوں کی تعداد اتنی کم تھی کہ وہ انہیں
مختلف حصوں میں تقسیم نہیں کر سکتے تھے۔
اس لئے ان کے لئے آرام کرنا مشکل تھا۔ لیکن
پندرہ دن کی متواتر جنگ۔ میں نہیں سمجھ سکتا
کہ وہ کس طرح بچ گئے۔ پھر وہ خود ہی جواب
دیتا ہے کہ

اس کی وجہ یہ ہے

کہ مسلمانوں کے اندر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی اتنی محبت تھی کہ وہ اس کے مقابلہ میں کسی چیز
کی پروا نہیں کرتے تھے۔ وہ لکھتا ہے کہ جب میں
تاریخ پڑھتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں کہ
پندرہ سو آدمیوں نے سات آٹھ ہزار کے لشکر
جرار کا کس طرح مقابلہ کیا۔ جب مسلمان تھک
جاتے تھے تو کفار خندق کود کر اندر آ جاتے تھے
اور جب دشمن پھاند کر اندر آ جاتا تھا تو
مسلمان دبتے چلے جاتے تھے اور دشمن
زور پکڑتا جاتا تھا۔ لیکن جونہی وہ محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کے پاس جاتے (جو
خیمہ مدینہ کے درمیان تھا) تو وہ بے تاب
ہو جاتے اور
انسانوں کی شکلوں میں دیو معلوم ہونے
تھے اور دشمن کو دھکیلتے ہوئے پیچھے لے
جاتے تھے یہ جوش صرف اس عشق کا نتیجہ تھا جو
صحابہؓ کے دلوں میں پایا جاتا تھا۔ پس مومن کو چاہیئے کہ
وہ ہر قربانی پیش کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہے

خدام الاحمدیہ کو چاہیئے

کہ وہ یہ روح اپنے اندر پیدا کریں۔ وہ
اپنے اندر یہ احساس پیدا کریں کہ ضرورت
پڑنے پر وہ خدا کے لئے اپنی جان پیش کرنے
کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے۔ اگر تم اس
کے لئے تیار ہو تو یقیناً تمہارے اندر وہ بشاشت
ایمانی پیدا ہو جائے گی جس کے بغیر کوئی شخص
نجات حاصل نہیں کر سکتا۔

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی کامیاب سالانہ تربیتی کلاس

دینی اور تربیتی موضوعات پر دلچسپ اور پر از معلومات تقاریر

الحمد للہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی
چھٹی سالانہ تربیتی کلاس گذشتہ سالوں کی نسبت
زیادہ کامیابی کے ساتھ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۱ء کو
اختتام پذیر ہوئی۔ اس کلاس کا افتتاح مکرم جناب
شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے
۸ ستمبر ۱۹۶۱ء بروز جمعۃ المبارک فرمایا اور اس
مبارک دن سے روزانہ ۶½ بجے شام احمدیہ ہال
میں یہ کلاس نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد کی
جاتی رہی۔
کراچی کا شہر میلوں میل پھیلا ہوا ہے
اور مجلس مقامی نے اسے ۱۸ مختلف حلقہ جات
میں تقسیم کر رکھا ہے بعض حلقے احمدیہ ہال سے
۸ سے لے کر ۱۲ میل دور واقع ہیں۔ لیکن پھر بھی
دور دور سے خدام اس کلاس کی اہمیت کے پیش نظر
باقاعدگی کے ساتھ شمولیت کرتے رہے اور اس
لحاظ سے یہ کلاس نہایت کامیاب رہا۔
۸ تاریخ سے لے کر ۱۶ تاریخ تک کراچی میں
روزانہ غیر معمولی بارش ہوتی رہی اور بعض ایام
میں خصوصاً کلاس کے وقت شدید بارش ہوتی رہی
لیکن کراچی کے جواں ہمت خدام نے اس کی کوئی
پرواہ نہ کی اور اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے
اس مبارک کلاس میں شامل ہوتے رہے۔ کراچی کے خدام
کی ایک خاصی تعداد دن کو کالج یا سکول جاتی ہے
اور شام کو ملازمت کرتی ہے یا دن کو ملازمت کرتی اور
شام کو کالج یا سکول جاتی ہے اور بہت سے خدام ایسی
فرموں میں ملازم ہیں جہاں چھٹی دیر سے
ہوتی ہے یا شفٹ سسٹم ہے لہذا شام کو فارغ
نہیں ہو سکتے پھر بھی اس کلاس کی روزانہ حاضری
۸۰ اور ۲۲۵ خدام کے درمیان ہوتی رہی۔ نیز
اس کلاس سے انصار کی ایک خاصی تعداد نے
بھی استفادہ حاصل کیا۔
اس کلاس کے لئے مجلس نے ایک کمیٹی زیر
صدارت مکرم ملک مبارک احمد صاحب بنائی تھی
اس کمیٹی نے تعلیم دوست اصحاب کے مشورہ سے کلاس
کا پروگرام ترتیب دیا جسے ایک خوبصورت پمفلٹ
کی شکل میں شائع کیا گیا اور انگریزی میں دعوتی
کارڈ چھپوا کر معززین کو بھجوائے گئے۔ اسی طرح
سرکلرز اور دوروں کے ذریعہ کلاس کو کامیاب بنانے
کی تحریک کی گئی اور احباب جماعت نیز غیر از جماعت
احباب میں سے بھی صاحب علم حضرات سے مفید
تربیتی و تعلیمی عنوانات پر لیکچرز دینے کی درخواست
کی گئی۔ احمدیہ ہال میں خوبصورت کپڑے کے پوسٹرز
جن پر درثمین کے اشعار اور حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کی کتب کے اقتباسات لکھے ہوئے تھے
آویزاں کئے گئے اور ٹیوب لائٹس سے اسے
سجایا گیا۔ حاضری کے لئے اس کمیٹی نے خاص طور پر
کوشش کی اور اس میں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے
پوری طرح کامیاب رہی۔
اس کلاس میں قرآن مجید اور حدیث شریف
کے درس (ترجمہ و تفسیر) کے علاوہ نہایت ہی قیمتی
اور پر از معلومات لیکچرز کا اہتمام کیا گیا تھا۔
ہماری تعلیم۔ اخلاق فاضلہ۔ دعا اور اس
کی حقیقت۔ وفات مسیح ناصری علیہ السلام۔ حضرت
مسیح موعودؑ کا علم کلام۔ نظام وصیت۔ فرسٹ ایڈ
تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ۔ اصول تنظیم اور بنیادی
جمہوریت وغیرہ عنوانات پر لیکچرز دیئے گئے۔
الحمد للہ کہ خدام کو نہایت ہی تجربہ کار اور
عالم مقررین کو سننے کا موقعہ ملا۔ مقررین حضرات
میں مندرجہ ذیل شامل تھے مکرم جناب چوہدری احمد
مختار صاحب۔ جناب بابو اللہ دتا خانصاحب مسٹر
تھامس۔ ایل ایلیٹ (THOMAS-L-ILIOT)
ڈپٹی چیف پبلک ایڈمنسٹریشن ڈویژن یونائیٹڈ
سٹیٹس آپریشن مشن ٹو پاکستان۔ کراچی سکواڈرن
لیڈر۔ ڈاکٹر عبد الخالق صاحب۔ حضرت مولانا عبد الواحد
صاحب میرٹھی صحابی حضرت مسیح موعودؑ۔ مکرم مولانا غلام احمد
صاحب فرخ۔ مکرم مولوی عبد الباسط صاحب شاہد
جناب مولوی عبد الحمید صاحب۔ چوہدری عبد المجید صاحب
چوہدری فیض عالم صاحب چنگوی وغیرہ۔
تقاریر کے بعد سوال و جواب کا دلچسپ موقعہ بھی دیا گیا

(بقیہ صفحہ ۸ پر)

سیّدوالہ میں ربوہ کے خدّام کی شاندار مساعی

از مکرم جمیل الرحمٰن صاحب رفیق بی ایس سی

قریباً ایک مہینہ ہوا۔ سید والہ (ضلع شیخوپورہ) کے امیر جماعت ربوہ تشریف لائے اور محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی خدمت میں بیان کیا کہ چند سالوں سے دریائے راوی رُخ تبدیل کرتا ہوا ہمارے گاؤں سید والہ میں داخل ہو گیا ہے۔ اور گاؤں کا اکثر حصہ دریا بُرد ہو چکا ہے اور اس وقت یہ حالت ہے کہ گاؤں کی مسجد احمدیہ دریا سے صرف چالیس پنتالیس گز کے فاصلے پر رہ گئی ہے۔ جس کی وجہ سے مسجد کو شدید خطرہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسجد کی عمارت کو گرا کر کم از کم اس کا ملبہ محفوظ کر لیا جائے۔ مکرم احمد دین صاحب امیر جماعت سید والہ نے محترم صدر صاحب کی خدمت میں گزارش کی کہ اگر ربوہ سے تیس چالیس خدام بھجوائے جائیں تو مسجد کا قیمتی سامان ضائع ہونے سے بچ سکتا ہے۔ پوزیشن بہت نازک تھی اس لئے محترم سید داؤد احمد صاحب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اسی دن مجھے صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے سید والہ جانے کا ارشاد فرمایا۔ میں فوری طور پر روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر میں نے حالات دیکھے۔ دریا واقعی گاؤں کو تباہ کرتا ہوا مسجد احمدیہ سے چالیس گز کے فاصلے پر پہنچ چکا تھا۔ اگرچہ دریا کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ مگر قریب قریب سے لوگ گھروں کو خالی کر گئے تھے۔ دریا کا جوش چونکہ ختم ہو چکا تھا۔ اسلئے وقتی طور پر تو مسجد کو خطرہ نہیں تھا۔ لہذا وہاں کی جماعت کے دوستوں نے متفقہ طور پر یہی رائے دی کہ فی الحال مسجد کو نہ گرایا جائے۔ کیونکہ اب دریا اتر چکا ہے اور بارشوں کا موسم بھی قریباً ختم ہو چکا ہے۔ اگرچہ کسی وقت بھی دریا میں چڑھاؤ کے سبب مسجد کے دریا برد ہو جانے کا خطرہ موجود تھا۔ اگر اس سال نہیں تو اگلے سال تو بہرحال عمارت کے بہہ جانے کا قوی خطرہ تھا۔ مگر چونکہ جماعت کو اپنی یہ مسجد بہت ہی عزیز تھی اور واقعی ایسی خوبصورت تھی کہ وہ مسجد اپنے ہاتھوں گرا دینے کو جی نہ چاہتا تھا۔ اسلئے میں نے جماعت کے دوستوں کی رائے کے ساتھ اتفاق کیا۔ مگر یہ فیصلہ بھی ہوا کہ جونہی کسی وقت دریا دوبارہ کناروں کو کاٹ کر مسجد کی طرف بڑھنے لگے فوراً مرکز کو تار دیدیا جائے تاکہ خدام آکر عمارت کا ملبہ محفوظ کر سکیں۔ اگلے دن میں واپس ربوہ آگیا اور محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی خدمت میں رپورٹ پیش کر دی۔

دس ستمبر کو اچانک تار موصول ہوا کہ "مسجد خطرہ میں ہے خدام فوراً بھیجیں" عصر کے وقت تار پہنچا اور اسی دن شام کو خدام الاحمدیہ کے ماہانہ اجلاس میں مہتمم صاحب مقامی مکرم عبدالعزیز صاحب نے اس خدمت کے لئے خدام کو اپیل کی کہ وہ اپنے نام پیش کریں۔ فوراً ہی پچاس خدام نے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ ان میں سے چوبیس خدام صبح ۱۱ ستمبر کو سید والہ روانہ ہو گئے۔ قیادت کے فرائض خاکسار نے سرانجام دئے۔ وہاں پہنچ کر ہم نے دیکھا کہ راوی مسجد سے تیس پینتیس گز کے فاصلے پر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ ہماری مسجد کے ساتھ ہی دریا سے اسی قدر فاصلے پر ایک دوسری مسجد بھی تھی۔ اور دونوں مساجد گدلے پانی کی تند تیز لہروں کے سامنے ایک آدھ دن کی مہمان معلوم ہوتی تھیں۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے سامنے گھروں کی دیواریں ایک ایک کر کے گرتی جا رہی تھیں۔ ان حالات کے پیش نظر یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ شام تک مسجد کی جگہ شاید دریا بہہ رہا ہو۔ اس پر تمام خدام نے دریا کے کنارے جا کر اجتماعی دعا کی۔

دعا کے بعد خدام نے کدالیں اور تغاریاں لے کر برق رفتاری سے کام شروع کر دیا۔ جلد ہی چاردیواری گرادی گئی اور خدام چھت پر جا کر عمارت کی منڈیریں گرانے میں مصروف ہو گئے۔ شام تک ہم مسجد کا چھت ٹائلیں کڑیاں شہتیر اور دونوں اونچے مینار اتار چکے تھے۔ شام کے وقت ربوہ سے آٹھ مزید خدام مدد کو پہنچ گئے۔ اسی دن محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھی دوپہر دو بجے سے رات کے ۹ بجے تک وہیں رہے۔ اور کام کا جائزہ لیتے رہے۔

دوسرے دن علی الصبح خدام نے تنظیم کے ساتھ پھر کام شروع کر دیا۔ رات تو

رات دریا کے آٹھ دس گز اور قریب آجانے نے خدام کے کام کی رفتار کو حیرت انگیز طور پر بڑھا دیا تھا۔ اس تیزی اور سرعت کے ساتھ کام ہوا کہ دس بجے کے قریب ہم مسجد کی عمارت گرانے سے فارغ ہو چکے تھے۔ اور شہتیر کڑیاں دروازے کھڑکیاں اور الماریاں مضبوط جوان ہاتھوں نے غربی سڑک کے کنارے ڈھیر کر دی تھیں۔ اب ملبہ کو یہاں سے نواں سید والہ منتقل کرنا باقی تھا۔ محترم مسعود اقبال صاحب پراچہ آف سرگودھا بھیرہ بس سروس کو خدا تعالےٰ جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس کام کے لئے ایک ٹرک مہیا کر دیا۔ جو دوسرے دن گیارہ بجے قبل از دوپہر سید والہ پہنچ گیا۔ اور اس پر ربوہ سے دس مزید خدام آگئے۔ اب خدام ٹرک بھر بھر کر ملبہ یہاں سے ڈیڑھ میل دور منتقل کر رہے تھے۔ ٹرک کے ایک ٹرپ میں پورا ایک گھنٹہ لگ جاتا تھا۔ بہرحال شام تک اسی طرح کام ہوتا رہا ۔۔۔۔ شام کو دریا مسجد کی جگہ سے صرف آٹھ دس گز کے فاصلے پر تھا۔ خدام کا اس جگہ رات گذارنا خطرہ سے خالی نہ تھا۔ کیونکہ چند گھنٹوں میں دریا کا مسجد تک پہنچ جانا یقینی معلوم ہوتا تھا۔ مگر فیصلہ کیا گیا کہ اسی جگہ خدام رات بسر کریں۔ حفاظت کی خاطر دو دو خدام کو پہرہ پر کھڑا کر دیا۔ جو کہ دریا کے بڑھنے کا خیال رکھیں۔ خدا کا فضل ہوا کہ ساری رات اور پھر اگلے دن میں دریا ہماری مقرر کردہ لائن تک نہ پہنچا۔

صبح خدام نے پھر کام شروع کر دیا اور چار بجے بعد دوپہر تک سارا قیمتی ملبہ جسے ہم محفوظ کرنا چاہتے تھے۔ ٹرک میں لد لد کر یہاں سے منتقل ہو چکا تھا خدام کے ساتھ مقامی احباب میں سے بھی تین چار دوست تین دن برابر کام کرتے رہے۔

مسجد احمدیہ کے ساتھ ہی ایک دوسری مسجد بھی تھی۔ جس کی چھت تو متعلقہ لوگوں نے پہلے سے اتار لی تھی مگر عمارت کا ملبہ محفوظ کرنے کے لئے کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ خدام کی شاندار مساعی کو دیکھ کر ان میں بھی جذبہ پیدا ہوا اور وہ لوگ بھی مسجد کو ایک طرف سے گرانے میں مشغول ہو گئے۔ ہم سے انہوں نے سامان کی استمداد کی۔ چنانچہ مناسب سامان انہیں دے دیا گیا۔

بہرحال خدام نے تین دن خوب دلجمعی اور اخلاص سے کام کیا۔ خدا تعالےٰ نے بھی خاص طور پر قدم قدم پر نصرت فرمائی اور دریا اپنے پورے جوش کے باوجود خطرے کی حد سے آگے نہیں بڑھا اور مسجد کا قیمتی ملبہ محفوظ ہو گیا۔ پانچ بجے سب خدام واپسی کے لئے تیار ہو کر جمع ہو چکے تھے۔ سب نے مل کر اجتماعی طور پر دعا کی۔ اور خاص طور پر اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کیا۔ جس نے ہمیں یہ خدمت سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی

اس کے بعد بذریعہ ٹرک واپس ربوہ کی طرف روانہ ہوئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے زیر اہتمام

آل پاکستان مقابلہ مضمون نگاری

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے شعبہ تعلیم کے تحت "موجودہ زمانہ کے متعلق پیشگوئیاں اور ان کا ظہور" کے موضوع پر ایک انعامی آل پاکستان مقابلہ مضمون نگاری کروانے کا اہتمام کیا گیا ہے مقالہ نویس خدام کے مضامین ۲۹؍اکتوبر ۱۹۶۱ء تک کراچی پہنچ جانے چاہئیں۔ واضح رہے کہ پرانا تحریر شدہ مضمون یا نقل شدہ مقابلہ میں شامل نہ کیا جا سکے گا۔ ہمارا ایڈریس مجلس خدام الاحمدیہ کراچی پوسٹ بکس ۷۵۳۳ کراچی ۳ ہے۔

(خاکسار مبارک مصلح الدین احمد مہتمم خدام الاحمدیہ کراچی)

تار کا پتہ

دفتر وکیل المال تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ کو تار بھجواتے وقت احباب حسب ذیل پتہ تحریر کیا کریں۔ مختصر پتہ لکھنے پر امکان ہے کہ ہمیں آپ کی بھجوائی ہوئی تار نہ ملے۔

"VAKIL-UL-MAL TAHRIK-JADID RABWAH"

(وکیل المال تحریک جدید)

تحریکِ جدید کے اعلانات

ہمارے زمیندار اور مزارع حضرات توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت امیرالمومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے عہد مبارک میں پیغام توحید و رسالت سے فضائے عالم کو معمور کرنے کے لئے ایک وسیع پروگرام کے ماتحت غیر ممالک میں تعمیر مساجد کا کام شروع ہے۔ اس سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ الودود نے اپنی جماعت کو ہر پیشہ کے لحاظ سے تقسیم فرما کر ایک لائحہ عمل ارشاد فرمایا ہے۔ اس لائحہ عمل میں زمیندار اور مزارعہ حضرات کے بارہ میں حضور فرماتے ہیں:-

"زمیندار احباب جن کی زمین دس ایکڑ سے کم ہو وہ ایک آنہ (چھ پیسہ) فی ایکڑ اور اس سے زائد زمین والے دو آنہ (تیرہ پیسہ) فی ایکڑ کے حساب سے دیا کریں۔ مزارع احباب جن کی مزارعت دس ایکڑ سے کم ہو وہ دو پیسہ (تین نئے پیسے) فی ایکڑ اور زائد مزارعت والے ایک آنہ (چھ پیسہ) فی ایکڑ کی شرح سے مسجد فنڈ دیا کریں۔"

فصل خریف کی کٹائی عنقریب شروع ہونے والی ہے۔ امید ہے کہ ہمارے زمیندار اور مزارعہ احباب اپنے پیارے آقا المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے مذکورہ بالا ارشاد کی تعمیل میں کوشاں ہوں گے اور اپنے مقدس امام ایدہ اللہ الودود کی دعائیں حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کے وارث بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کی محنت میں غیر معمولی برکت ڈالے۔ اور آپ کو خدمت دین کی کماحقہٗ توفیق بخشے۔ آمین۔

خوشی کی تقریب پر ایک بہن کا قابل رشک نمونہ

سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے بے نظیر کارناموں میں سے ایک نمایاں کارنامہ بیرونی ممالک میں مساجد تعمیر کروانا ہے۔ تعمیر مساجد میں حصہ لینے والوں کو جنت میں مکان ملنے کی بشارت دی گئی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف خوشی کی تقاریب پر مساجد فنڈ میں حصہ لینا ضروری قرار دیا ہے چنانچہ اس ضمن میں ذیل میں ایک تازہ مثال پیش کی جاتی ہے:-

محترمہ امۃ الباسط صاحبہ بنت بابو فضل احمد صاحب مرحوم مجوپال والہ ضلع سیالکوٹ تحریر فرماتی ہیں:-

"میرے بھائی جان محترم بشیر احمد صاحب ابن بابو فضل احمد صاحب مرحوم کا نکاح ہمراہ محترمہ مختار بیگم صاحبہ بنت چوہدری شرف دین صاحب آف دیوکے ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور میری ہمشیرہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت بابو فضل احمد صاحب مرحوم کا نکاح ہمراہ چوہدری نصیر احمد صاحب ابن چوہدری غلام محمد صاحب آف دیوکے پڑھا گیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں تمام احباب جماعت سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ ان رشتوں کے دینی و دنیاوی ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا فرمادیں اس خوشی میں مبلغ یکصد روپیہ کی حقیر رقم مسجد احمدیہ فرینکفورٹ میں بھجوا رہی ہوں۔ اللّٰھم آمین۔"

احباب کرام سے اس مخلص بہن کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

قربانی میں لذت محسوس کرنا ایمان کی علامت ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"اصل بات یہی ہے کہ جب ایمان آجاتا ہے تو انسان کو اپنی قربانیوں میں لذت محسوس ہوتی ہے اور انسان جتنی قربانی کرتا ہے اتنی ہی زیادہ اسے لذت محسوس ہوتی ہے۔ اور وہ قربانی تکلیف کا باعث نہیں ہوتی۔ بلکہ راحت کا موجب بنتی ہے۔ اور جتنا جتنا انسان قربانی میں ترقی کرتا ہے۔ اتنی ہی اُسے لذت اور راحت محسوس ہوتی ہے۔ اگر کسی شخص کو قربانی کی زیادتی سے لطف آتا ہے تو اُسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کے اندر ایمان ہے۔ اگر قربانی کی زیادتی کی وجہ سے کسی کے دل میں انقباض پیدا ہوتا ہے۔ تو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ متاع ایمان سے محروم ہے۔"

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

انصار اللہ کے اعلانات

اسلامی شعار — پردہ

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"باوجود اتنے بڑے انعام کے کہ خدا تعالیٰ نے لوگوں کی سہولت کے لئے ہر قسم کے احکام دے دئیے ہیں۔ اگر کوئی شخص پردہ کو چھوڑتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ قرآن کی ہتک کرتا ہے۔ ایسے انسان سے ہمارا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ ہماری جماعت کے مردوں اور عورتوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے احمدی مردوں اور ایسی احمدی عورتوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔"

(خطبہ ۶/۶/۵۸) قائد تربیت انصار اللہ مرکزیہ

تمباکو نوشی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اسلام کی خوبیوں میں سے یہ بات بھی ہے کہ جو چیز ضروری نہ ہو اسے چھوڑ دیا جائے۔ اسی طرح پر یہ پان۔ حقہ زردہ (تمباکو) افیون وغیرہ ایسی چیزیں ہیں کہ مومن کو ان سے پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ اگر بفرض محال ان کا اندر کوئی نقصان بھی نہ ہو تو بھی اس سے ابتلا آجاتے ہیں اور انسان مشکلات میں پھنس جاتا ہے۔ مثلاً قید ہو جائے تو روٹی تو ملے گی۔ لیکن بھنگ چرس یا اور منشی اشیاء نہیں دی جائیں گی۔ یا اگر قید نہ ہو کسی ایسی جگہ میں ہو جو قید کے قائم مقام ہو تو پھر بھی مشکلات پیدا ہو جاتے ہیں۔"

(قائد تربیت انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

انصار اللہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع انشاء اللہ تعالیٰ اپنی مخصوص روایات کے ساتھ دعاؤں اور ذکر الٰہی کی پرکیف روحانی فضاؤں اور پاکیزہ ماحول میں ۲۷-۲۸-۲۹ اکتوبر کو ربوہ میں منعقد ہوگا خود بھی اس میں شرکت فرمائیے اور اپنے احباب کو بھی ہمراہ لائیے (قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب پر

"الفضل" کا باتصویر سالانہ نمبر شائع ہوگا

حسب معمول انشاء اللہ اس دفعہ بھی جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب پر الفضل کا عظیم الشان دیدہ زیب اور باتصویر سالانہ نمبر شائع ہوگا جو نہایت قیمتی اور بلند پایہ دینی مضامین پر مشتمل ہوگا۔

جماعت کے تمام اہل علم و اہل قلم اصحاب سے درخواست ہے کہ وہ اس نمبر کے لئے اپنے قیمتی مضامین ارسال فرما کر ادارۂ الفضل کی قلمی معاونت فرمائیں۔

مشتہرین کو بھی جلد سے جلد اشتہارات کے آرڈر بھجوانے چاہئیں۔ تاخیر سے آنے والے اشتہارات ممکن ہے جگہ حاصل نہ کر سکیں۔

درخواستہائے دعا

(۱) ہماری پھوپھی جان والدہ سید اعجاز مبارک صاحب کلائی کی ہڈی ٹوٹ جانے سے باعث آجکل بیمار رہیں۔ اپریشن ہو رہا ہے احباب سے کامل صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے (امین الرشید ہاشمی ارشد سنز۔ لاہور)

(۲) میرے بھائی ملک فخرالدین صاحب کی آنکھ کا اپریشن ہوا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ شفائے کامل عطا فرمائے آمین (عبدالحمید اچھرا۔ لاہور)

(۳) میری امی جان کی صحت کمزور ہے کھانسی کی وجہ سے نیز کبھی کبھی دل کا دورہ پڑنے سے ضعف ہو جاتا ہے۔ درویشان قادیان و احباب جماعت سے درخواست ہے کہ والدہ محترمہ کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں (عطاء اللہ مہر سٹوڈنٹ B.Sc. نیو ہوسٹل ایس ای کالج بہاولپور)

ایٹم بم گرانے کا حکم کون دے گا؟

روس نے ازسرنو ایٹمی تجربے شروع کر دیئے ہیں جس سے ایک بار پھر ایٹمی ہتھیاروں کے خوف نے انسان کو دہلا دیا ہے۔ کیا ایٹم بم اتفاقیہ بھی گر سکتا ہے۔ کیا کوئی فوجی افسر طیش میں آکر اپنے طور پر بم گرانے کا حکم دے سکتا ہے؟ اس مسئلہ پر مندرجہ ذیل مضمون میں اظہار کیا گیا ہے۔

یہ سوال اس وقت ساری دنیا کو خوفزدہ کر رہا ہے کہ اگر کہیں غلط فہمی سے یا کسی غلط حکم کی وجہ سے کسی فریق نے ایٹم بم گرا دیا۔ یا اتفاقاً ایٹم بموں سے لیس ہوائی جہاز سے کوئی ایسا بم گر گیا تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اور ایسے اتفاقیہ ایٹمی حادثوں کو کیسے روکا جا سکتا ہے؟

یہ سوال بجا اہم اور قابل غور ہے۔ چنانچہ امریکی لیڈروں نے ایسے کسی اتفاقیہ حادثہ کی روک تھام کی غرض سے کافی پیش بندیاں کر رکھی ہیں اور حتی المقدور ایسے انتظامات کر رکھے ہیں کہ وہ افسر جس کے تحت میں ایٹم بموں کا ذخیرہ ہو۔ کسی حالت میں بھی کسی غلط فہمی اتفاقی پالیسی اور بنا پر اپنی من مرضی نہ کر سکے اور ایک آدمی کی غلطی ساری دنیا کی تباہی کا باعث نہ بن جائے۔ اس وقت برلن کا جو جھگڑا شروع ہے اس کے متعلق یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ کیا شکل اختیار کرتا ہے۔

کیا مسٹر خروشیف نے ایسا کوئی انتظام کر رکھا ہے کہ کوئی غیر ذمہ دار افسر دنیا کو تباہ کرنے کی ایسی احمقانہ حرکت نہ کر سکے۔ یہ تحقیق نہیں لیکن امریکہ نے ایسے کڑے انتظامات کر رکھے ہیں کہ امریکی صدر کے سوا کوئی بھی دوسرا اعلیٰ امریکی افسر طیش میں آکر یا غلط فہمی سے اپنی مرضی سے ایٹم بم کا استعمال نہیں کر سکتا۔

لیکن اگر خود امریکی صدر وقتی جوش میں آکر بلاوجہ ایٹمی حملہ کا حکم دے دے تو پھر کیا ہو؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ عملی طور پر خود امریکی صدر بھی ایسا کرنے کا مجاز نہیں بلکہ اس کے لئے بھی ایک باضابطہ طریقہ کار مقرر ہے۔ جب کبھی ایسے ایٹمی حملہ کا وقت آجائے تو امریکی صدر اس مقصد کے لئے مخصوص سپیشل ٹیلیفون کا چونگا اٹھائیگا جس کا کنکشن امریکی وزیر دفاع اور فوج کے دیگر اعلیٰ افسروں کے ساتھ ہے جو کہ ایسی صورت میں صدر کو کسی صحیح اور قطعی فیصلہ پر پہنچنے میں مدد دیں گے کہ اس وقت ایٹم بم کے استعمال کا حکم دینا ٹھیک ہے یا نہیں۔ اگر ڈیفنس وزارت اور اعلیٰ فوجی افسر بھی ایٹم بم کے استعمال کے متعلق صدر کے خیال سے متفق ہو جائیں تو پھر اس فیصلہ سے اسی دم امریکہ کی بحری۔ بحری اور ہوائی فوجوں کے علاوہ روسی ساحل کے آس پاس سطح سمندر کے نیچے چلنے والی امریکی ایٹمی آبدوزوں کے کمانڈروں کو بھی فوراً مطلع کر دیا جائے گا۔

اس کے بعد یہ حکم اس شخص کو پہنچایا جائے گا جو کہ حقیقی طور پر ایٹمی بموں کے ذخیرہ کا انچارج ہے۔ اس شخص کا نام کرنل ڈیزین ہے جس کی عمر صرف ۳۴ سال اور آنکھیں بھوری ہیں۔ اس کا ہیڈکوارٹر اوماہا میں ہے۔ جس کمرے میں اس کا دفتر ہے اس کی لمبائی ۹۰ فٹ ہے۔ اس کے کمرے میں کئی قسم کے سائنسی آلات نصب ہیں۔ جن کے ساتھ جگمگاتے روشنی کے بلب۔ ٹیوبیں۔ سوئچ اور بٹن لگے ہوئے ہیں۔ مگر یہ شخص بھی ایٹم بم پھینکنے کے بارہ میں مختار کل نہیں اور وہاں اکیلا بھی نہیں۔ وہ تنہا بالکل نہیں بلکہ ہر وقت ایک درجن مسلح امریکی افسر گھیرے رہتے ہیں تاکہ اگر کسی وجہ سے اس شخص کا دماغ خراب ہو جائے تو اسے اسی وقت گولیوں سے اڑا دیا جائے۔

اس کے ساتھ ہی کرنل ڈیزین کے لئے ایٹم بموں کے استعمال کے لئے ایک خفیہ کوڈ کا علم ہونا بھی ضروری ہے۔ یہ کوڈ بھی ایک گورکھ دھندا ہے جس کا اس افسر کو علم نہیں۔ اس کوڈ کو مکمل سمجھنے کے لئے کوڈ کا باقی ماندہ حصہ ایک بکس سے حاصل کرنا ہوگا۔ یہ بکس جس کا ڈھکن چمکدار سرخ رنگ کا ہے۔ اس کمرے میں ایک دیوار سے لٹکا رہتا ہے یہ کوڈ جوڑنا بھی ایک راز ہے مگر اس کے باوجود ابھی بہت کچھ کرنا باقی رہتا ہے۔ اس بکس میں ایٹمی کوڈ کے صرف کچھ ہی حصے موجود ہوتے ہیں۔ باقی ماندہ حصہ کہاں سے حاصل کیا جائے یہ راز میں رکھا گیا ہے۔

جب یہ مرحلہ بھی طے ہو جائے تو پھر وہ وقت آجاتا ہے جبکہ ایٹم بم گرانے والے بمبار ہوائی جہاز بم لے کر دشمن کے علاقہ کی طرف پرواز شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے بمبار ہوائی جہازوں میں تین ہوا باز ایٹم بم گرائے جانے کے متعلق متعین ہیں۔ لیکن اگر یہ ہوا باز بھی کسی وقت آپے سے باہر ہو جائیں اور بلاوجہ دشمن پر ایٹم بم گرانے کے لئے روانہ ہو جائیں تو اس حالت میں امریکہ کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہ سکتا کہ وہ فوراً روس کو آنے والے خطرہ سے آگاہ کر دے اور اس سے معذرت کا اظہار کرے جسے امید ہے روس قبول کرے گا۔ ہو سکتا ہے کہ ان ہوا بازوں کی اس کارروائی کے نتیجہ کے طور پر ہزاروں اشخاص مارے جائیں۔ لیکن اس کارروائی اور معذرت کا ایک نتیجہ ضرور ہو سکتا ہے کہ روس جوابی کارروائی کرنے سے رک جائے گا اور اس طرح لاکھوں انسان موت کے گھاٹ اترنے سے بچ جائیں گے۔

ایٹمی اسلحہ کے علاوہ روس اور امریکہ نے راکٹ اور کئی دوسرے نئے نئے ہتھیار ایجاد کر لئے ہیں جو کہ ایٹم بموں کی بہ نسبت محض بٹن دبانے سے دشمن کے علاقہ تک مار کر سکتے ہیں۔ اور ان کی وجہ سے بھی کسی وقت جنگ شروع ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی بھی سر پھرا افسر محض غصہ یا جذبات کے زیر اثر چھوڑے جانے کے لئے تیار بہ تیار کسی راکٹ کا بٹن دبا دے اور دنیا کو تباہی کے غار میں دھکیل دے۔

امریکی میزائل چھوڑنے سے پہلے تو کافی انتظامات کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن پولیرس اور منٹ مین جیسے میزائل کے لئے محض ایک بٹن دبانا ہی کافی ہے۔ اور یہ خودکار ہتھیار ہزاروں میل کی دوری پر دشمن کے علاقہ میں تباہی مچا سکتے ہیں۔ چنانچہ فوجی افسروں کو یہ مسئلہ درپیش ہے کہ ان ہتھیاروں کے غلط اور اتفاقیہ استعمال کو کیسے روکا جائے۔ کیونکہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ کئی اشخاص محض اعصابی کمزوری یا کسی ذہنی نقص کی وجہ سے کئی دفعہ ایسی حرکتیں کر بیٹھتے ہیں جو کہ وہ صحیح حالت میں کبھی کرنے کو تیار نہ ہوں۔ حال ہی میں کچھ امریکی ہوائی جہاز اڑان کے دوران ریوالور دکھا کر کیوبا لے جانے کے واقعات ہوئے ہیں۔ چنانچہ یہ خطرناک کام سرانجام دینے والے دو ہوائی لیٹروں کے ڈاکٹری معائنہ سے معلوم ہوا ہے کہ ان کے دماغ میں خلل پیدا ہو گیا تھا جس کے زیر اثر انہوں نے ایسا خطرناک فعل کیا۔ لہذا اس کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تاکہ کوئی امریکی محض روس دشمنی کے جذبہ میں دماغی توازن کھو کر کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھے جس سے ساری دنیا کی شامت آجائے۔ چنانچہ ایٹم بم کے استعمال کے لئے جس طرح کچھ قواعد و ضوابط مقرر کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ان میزائل کے استعمال کے سلسلہ میں بھی افسر خواہ کتنی بھی بڑی پوزیشن کیوں نہ رکھتا ہو محض اپنی مرضی سے یہ ہتھیار نہیں چھوڑ سکتا۔ بلکہ ہر راکٹ میزائل اور دیگر اڑان شتروں کو چھوڑنے کی ذمہ داری کم از کم چار افسروں پر ڈالی گئی ہے اور ان کے آپس میں قطعی متفق ہونے کی صورت میں ہی ایسا ہتھیار چھوڑا جا سکتا ہے پھر ایسا انتظام کیا گیا ہے کہ کسی اڑان شتر کو چلانے کے لئے ایک شخص بٹن نہیں دبا سکتا بلکہ یہ ضروری ہے کہ دو اشخاص ایک دوسرے سے الگ مقفل کوٹھڑی میں بند ہوں اور وہ ایک ساتھ بٹن دبائیں۔ پھر ایسا ہتھیار اپنی جگہ سے حرکت کرے گا۔ اگرچہ دنیا کو ایٹمی تباہی سے بچانے کے لئے امریکہ نے اس قسم کی بہت سی احتیاطی تدابیر اختیار کر رکھی ہیں لیکن پھر بھی یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ پیش بندیاں کافی ہیں اور بلاوجہ ایٹمی جنگ چھڑنے کا کوئی امکان نہیں۔

اعلان نکاح

میرے لڑکے ملک محمد عابد صاحب ایس ڈی او کے نکاح کا اعلان بشریٰ ناہید صاحبہ بنت ملک عبدالغنی صاحب مرحوم ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر کے ساتھ بعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ حق مہر۔ مکرم مولانا محمد نذیر صاحب لائلپوری نے مورخہ ۱/۱۰/۶۱ کو مسجد مبارک میں فرمایا۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت فرمائے۔ آمین

(ملک معراج الدین۔ کراچی)

اپنی ذمہ داری کو سمجھو!

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"اگر تم اپنی ذمہ داری کو سمجھ جاؤ تو میں سمجھوں گا کہ تم قربانی کو ظلم نہیں سمجھتے بلکہ تمہیں وہ تمہاری نسل اور قوم کو زندہ رکھنے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ اگر تم قربانی کرنے لگ جاؤ تو تم۔ تمہارا ملک ...... اور تمہاری قوم محفوظ ہو جاتی ہے۔"

"تحریک جدید کے ذریعہ ایک زبردست کام کی بنیاد رکھی گئی ہے اور یہ وہ کام ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں کھڑا کیا ہے۔"

پس قربانی کے ذریعہ زندگی حاصل کرو اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنو جو احباب ابھی تک اپنا وعدہ تحریک جدید ۲۷/۱۷ ادا نہیں کر سکے وہ توجہ فرمادیں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید۔ ربوہ)

"انسانیت کی بقا کے لئے ایک عالمی حکومت کا قیام ضروری ہے"

پاکستان تمام ممالک سے دوستی کی پالیسی پر چل رہا ہے" وزیر خارجہ منظور قادر کا بیان

لاہور ۱۶ر اکتوبر۔ وزیر خارجہ مسٹر منظور قادر نے یہاں کہا کہ انسانیت کی بقا کے لئے ایک عالمی حکومت کا قیام ضروری ہے۔ آپ نے کہا دنیا اس وقت دو طاقتور بلاکوں میں منقسم ہے اور چھوٹے ممالک بڑی طاقتوں کے مقابلہ میں اپنا تحفظ کرنے سے قاصر ہیں۔ وزیر خارجہ نے کہا کشمیر کا مسئلہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اور دنیا کے اس حصہ میں خوشحالی کے لئے اس کا حل ضروری ہے۔

وزیر خارجہ مسٹر منظور قادر نے کہا کہ پاکستان تمام ممالک اور خاص طور پر مسلم ممالک سے دوستی کی پالیسی پر گامزن ہے۔ آپ نے کہا پاکستان اپنی پالیسی کے مطابق افغانستان سے دوستانہ تعلقات کا خواہاں ہے لیکن بد قسمتی سے افغانستان کی حکمران ٹولی ہمارے داخلی معاملات میں مداخلت کی پالیسی پر چل رہا ہے۔ لہذا پاکستان کو بڑے پس و پیش کے بعد افغانستان کی پالیسی کے مضر اثرات سے تحفظ کے اقدامات کرنے پڑے آپ نے توقع ظاہر کی کہ پاکستان۔ افغانستان کے اس مال کا کوئی حل تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے گا جو اس وقت ہمارے ملک میں پڑا ہے۔

وزیر خارجہ نے یہاں انٹرنیشنل ویمنز کلب کے زیر اہتمام خواتین کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اقوام متحدہ نے مسئلہ کشمیر کے تیرہ مختلف حل پیش کئے تھے۔ پاکستان نے تمام تجاویز کو منظور کر لیا۔ لیکن بھارت نے سب کو مسترد کر دیا۔ بھارت میں بار بار فرقہ وارانہ فسادات کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر منظور قادر نے کہا کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بھارتی حکومت اقلیتوں کا تحفظ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

مسٹر منظور قادر نے کہا کہ کشمیر اور جوناگڑھ کے بارے میں پنڈت نہرو کے موقف ایک دوسرے کے برعکس ہیں۔ جب جوناگڑھ کے نواب نے اعلان کیا کہ میری ریاست نے پاکستان میں شمولیت کر لی ہے تو بھارتی فوجوں نے پولیس ایکشن کے نام سے ریاست پر چڑھائی کر دی۔ پنڈت نہرو نے اس اقدام کا یہ جواز پیش کیا کہ ریاست کی آبادی کی اکثریت پاکستان میں شمولیت کے خلاف ہے حالانکہ عوام نے نواب کے اس اقدام کے خلاف ایک بھی مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ دوسری جانب کشمیر میں جب مہاراجہ نے بھارت میں شمولیت کا اعلان کیا تو اس وقت عوام مہاراجہ کے خلاف جنگ کر رہے تھے۔ اعلان کے وقت مہاراجہ کا ریاستی[*] امور پر قابو نہیں تھا اور وہ کشمیر سے فرار ہو چکا تھا۔

مغربی برلن اور مغربی جرمنی کی آزادی کی حفاظت کی جائیگی"

بون ۱۵ر اکتوبر۔ صدر کینیڈی نے مغربی جرمنی کے چانسلر ڈاکٹر ایڈنائر کے نام ایک ذاتی خط میں امریکہ کے اس عزم کا اعادہ کیا ہے کہ مغربی برلن اور مغربی جرمنی کی آزادی کی حفاظت کی جائے گی۔ معلوم ہوا ہے کہ صدر امریکہ کا خط وائٹ ہاؤس سے براہ راست بون میں امریکی سفارت خانے کو ٹیلی سکرپٹر کے ذریعہ بھیجا گیا۔ صدر کینیڈی کا یہ خط مغربی جرمنی کے چانسلر کے چار اکتوبر کے پیغام کے جواب میں تھا جس میں آپ نے مغربی جرمنی کے بارے میں امریکی لیڈروں کے بیانات کی وضاحت کرنے کے لئے کہا تھا۔

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی سالانہ تربیتی کلاس

(بقیہ صفحہ ۴)

اس کلاس کے اختتام پر ۱۵ تاریخ کو تحریری امتحان بھی لیا گیا۔

سب سے زیادہ حاضری افتتاح والے دن اور پھر ۱۷ ستمبر ۱۹۶۱ء بروز اتوار ہوئی اس دن "اصول تنظیم" پر لیکچر تھا جو ایسٹ پاکستان پبلک ایڈمنسٹریشن ڈویژن کے ڈپٹی چیف مسٹر تھامس الیٹ نے دیا۔ ہال میں اس دن ۱۶۰ کرسیوں کا انتظام کیا گیا اور خدام و انصار نے اس کلاس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چنانچہ حاضری ۲۵۰ تھی صدارت کے فرائض مکرم جناب چوہدری احمد مختار صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے ادا کئے اور احمدی احباب کے علاوہ چند معزز غیر از جماعت احباب نے بھی اس لیکچر سے استفادہ حاصل کیا۔

۱۸ ستمبر کو قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی جناب مرزا نذیر احمد صاحب نے خدام سے اختتامی خطاب فرمایا۔

مجلس کراچی ان تمام مقررین اور معزز انصار احباب نیز غیر از جماعت احباب کی از حد ممنون ہے جنہوں نے اپنے قیمتی اوقات اور مفید معلومات سے اس کے اراکین کو نوازا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

اس موقع پر فائدہ اٹھاتے ہوئے تمام بزرگان اور دیگر احباب سے مجلس کراچی کے لئے بالخصوص عہدیداروں کیلئے دعا کی درخواست عرض ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ بعض خدام دن رات خاص محنت کرتے رہے اور جب ہم نتائج کو دیکھتے ہیں تو ہمارے سر اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جاتے ہیں کہ اس نے محض اپنے فضل سے ہماری حقیر کوششوں کو نوازتے ہوئے ہماری امیدوں سے بڑھ کر اپنے فضل اور رحمت سے نوازا۔ وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم۔ (مبارک مصلح الدین احمد۔ معتمد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی)

لیڈر (بقیہ صفحہ ۲)

پیدا کی جائے۔ مسلمانوں کو خاص کر اہل علم حضرات کو اسلام کے مطابق پہلے انسان بننا سیکھنا چاہیئے اور دوسروں کا آزادی عقیدہ کا حق تسلیم کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان تو یہ ہے کہ غیر مذہب والوں کو پناہ دو تو انہیں اسلام کا پیغام دے کر امن کی جگہ پہنچا دو مگر ہمارے یہ اہل علم حضرات ہیں کہ دوسروں کے اظہار عقیدہ پر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں کا فلاں عقیدہ سے ہماری دل آزاری ہوتی ہے۔

(بقیہ صفحہ اول)

بعد ازاں منتخب شدہ سٹوڈنٹ پریذیڈنٹ مسٹر فضل احمد کا تعارف کرایا اور سال رواں کے لئے کرسی صدارت ان کے حوالہ کر دی۔ مسٹر فضل احمد نے کرسی صدارت سنبھالتے ہوئے کابینہ کے دیگر افراد کا تعارف کروایا۔ آپ نے محترم پرنسپل صاحب اور حاضرین مجلس کو یقین دلایا کہ وہ اور ان کی کابینہ اپنی کوششوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر یونین کی عظیم روایات کو نہ صرف قائم رکھیں گے بلکہ مزید ترقی دیں گے۔ اس کے بعد مجلس برخاست ہو گئی۔ اس طرح یہ تقریب بڑے سادہ اور پر وقار طریق سے انجام پذیر ہوئی۔ نئی کابینہ کے ارکان یہ ہیں۔

سٹوڈنٹ پریذیڈنٹ	فضل احمد
سیکرٹری	عطاء المجیب راشد
جوائنٹ سیکرٹری	افضل مبشر
اسسٹنٹ سیکرٹری	عبد الشکور پراچہ

نمائندگان سال دوم (ڈگری) ارشد ترمذی
سال اول (ڈگری) عنایت اللہ

بارھویں جماعت	لال خان
گیارھویں جماعت	منور احمد

(نامہ نگار)

* [*] امور پر قابو نہیں تھا اور وہ کشمیر سے فرار ہو چکا تھا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴